السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جھنگ سے عبداللہ عمر لکھتے ہیں کہ انٹرمیڈیٹ کی اسلامیات اختیاری میں ہے کہ صبح کی اذان میں ''الصلوۃ خیر من النوم'' کا اضافہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عام مشہور ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صبح کی اذان میں ''الصلوۃ خیر من النوم'' کا اضافہ کیا، بعض مورخین نے بھی اولیات عمر رضی اللہ عنہ کے عنوان سے اس کا ذکر کیا ہے لیکن یہ بات سرے سے غلط ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو جو اذان سکھائی تھی، اس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ اگر صبح کی اذان ہو تو اس میں ''الصلوۃ خیر من النوم'' دو مرتبہ کہا جائے۔ (ابوداؤد: باب کیف الاذان)

امام نسائی رحمة اللہ علیہ نے بھی ''باب الاذان فی السفر'' میں اس کی صراحت فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ بعض محدثین کرام رحمة اللہ علیہ نے اس کے متعلق ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے کہ صبح کی اذان میں '''الصلوۃ خیر من النوم'' کہنے کا بیان۔ اس کے تحت چند احادیث بیان کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''یہ بات سنت سے ثابت ہے کہ موذن فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کہے تو اس کے بعد ''الصلوۃ خیر من النوم'' کہے۔'' (صحیح ابن خزیمہ: 1/202)

دراصل رافضی پروپیگنڈہ کے تحت ایسا لکھا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صبح کی اذان میں اس کا اضافہ کیا تھا۔ درج بالا تصریحات کے بعد اس کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ بعض حضرات کو شاید ایک واقعہ سے یہ غلط فہمی ہوئی ہو۔ امام مالک رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''کہ ہمیں یہ بات پہنچی کہ ایک دفعہ کوئی خادم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس صلوۃ صبح کی اطلاع دینے کے لئے حاضر ہوا تو آپ اس وقت نیند فرمارہے تھے۔ اس نے آپ کے پاس ''الصلوۃ خیر من النوم'' کے الفاظ کہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان الفاظ کو صبح کی اذان میں رہنے دو۔'' (موطا امام مالک کتاب الصلوۃ باب ماجاء فی النداء للصلوۃ)

اس کے متعلق ہماری گزارشات حسب ذیل ہیں:

(اولاً) اس اثر کی سند منقطع ہے۔ لہذا یہ قابل استدلال نہیں۔ (ثانیاً) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ ان الفاظ کا یہ محل نہیں ہے بلکہ انہیں صبح کی اذان میں رہنے دو، لہذا اس منقطع اثر سے وہ بات قطعاً ثابت نہیں ہوتی جس کا سوال میں ذکر ہوا ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:83